Al-Qawārīr - Vol: 01, Issue: 04,
Aug – Sep 2020

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
journal.al-qawarir.com

عہد صحابہ میں خواتین کی معاشی سرگرمیاں

Women's economic activities in the Era of Companions

Hafiz Muhammad Hassan Saeed*
Instructor: Virtual University, Lahore, Ph.D. Scholar, SZIC, University of the Punjab, Lahore.

Version of Record
Received: 30-Auf-19 **Accepted**: 16-Nov-19
Online: 12-Aug-2020

ABSTRACT

Islam is a complete code of life, which provides complete guidance on all aspects of human life, individually, socially, politically, morally or economically. Economy and wealth are so important in the sense that mostly human activities revolve around it. Though, Islam placed most of the financial responsibilities on men, yet some economic affairs are related to women as well and there are a number of examples for it found in Prophetic and caliphate era. Such examples clarify that women's participation in the economy is important and useful. This article elaborates the Islamic concept about women's participation in economic affairs and how this participation can be useful to society.

Key words*: Woman, Financial, Economy, Wealth, Economic affairs.*

یہ ایک حقیقت ہے کہ معاشرے میں بسنے والے تمام افراد کو اسی صورت میں سکون واطمینان حاصل ہوگا جب معاشرے میں عدل و انصاف کے ساتھ معاشی حقوق کی ادائیگی اور فراہمی ممکن ہوگی اگر یہ ممکن نہ ہوسکے تو بے چینی اور اضطراب کی کیفیت کا پیدا ہونا ایک فطری امر ہے۔ دور حاضر میں ایسا معاشرہ اور ملک جہاں مرد اور عورت دونوں معاشی امور میں یکسوئی کے ساتھ خدمات اور فرائض سر انجام دے رہے ہوں تو دنیا ایسے معاشرے اور ملک کو تہذیب یافتہ اور ترقی یافتہ ممالک میں شمار کرتی ہے۔

CC BY

گو کہ اسلام نے دین فطرت اور مکمل ضابطہ حیات ہونے کی حیثیت سے معاش اور کسب معاش کے تمام فرائض اور ذمہ داریاں مرد پر عائد کی ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسلامی معاشرہ بلا تخصیص مرد وزن تمام افراد کے لیے معاشی عدل وانصاف اور معاشی ذرائع کے حصول میں مساوات اور برابری کو لازمی اور ضروری ٹھہراتا ہے۔

مغربی فکر اور طرز عمل سے متاثر لوگ خود ساختہ طور پر یہ نظریہ قائم کرتے ہیں کہ اسلام میں خواتین کے حقوق نہ ہونے کے برابر ہیں اس کے لیے یہ دلیل قائم کرتے ہیں اس مذہب کی کاربند خواتین کا دائرہ کار اس کے گھر تک محدود ہے اور ان کا کام صرف بچوں کی پیدائش اور پرورش ہے اس لیے یہ مذہب آج کے دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ان کے خود ساختہ نظریے کے مطابق دنیا کو جو نت نئے معاشی مسائل سے واسطہ پڑ رہا ہے ان کو اسی صورت میں حل کیا جا سکتا ہے جب عورت مرد کے شانہ بشانہ معاشی سرگرمیوں میں حصہ لے۔

اس مقالے میں دور اول یعنی عہد نبوی اور عہد صحابہ کے دور کی ان پاک باز خواتین کی معاشی سرگرمیوں کے بارے گفتگو کی گئی ہے جنھوں نے اپنی ساری صلاحیتیں اور کوششیں صرف فکر و عمل کے میدان تک محدود نہیں رکھیں بلکہ احکام شرعیہ کے اعمال سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ کسب رزق کے لیے بھی مناسب کوششیں کیں۔

خواتین کی معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے استدلالات

i. قرآن مجید کی روشنی میں

اسلام نے اپنے معاشی نظام میں معاش کی ذمہ داریاں مکمل طور پر مرد پر عائد کیں ہیں لیکن اگر عورت ضرورۃً مجبوراً یا کسی ذاتی رضا و رغبت سے معاشی امور میں حصہ لے کر ایسا کردار ادا کرنا چاہے تو نہ صرف اسلام اسے اس کی اجازت دیتا ہے بلکہ اس سلسلے میں اس کی جسمانی ساخت اور امور خانگی کی ذمہ داریوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے لیے اس سلسلے میں عدل و احسان کا رویہ اپناتا ہے۔ جیسا کہ حکم ربانی ہے۔

> وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔[1]
>
> ترجمہ: اور اس چیز کی آرزو نہ کرو جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر بزرگی دی ہے۔ مردوں کا اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لیے ان میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا، اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو، یقیناً اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ کی تفسیر کرتے ہوئے بعض مفسرین نے خواتین کی معاشی سرگرمیوں کا استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ مرد اور عورت میں سے جو بھی کوشش اور محنت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی محنت کو ضائع نہیں کرے گا اور محنت کے مطابق اس کو حصہ ملے گا۔

جیسے کہ اس آیت کی تفسیر میں مولانا مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

"اس آیت نے ایک حکیمانہ اور عادلانہ ضابطہ بتلا دیا ہے کہ جو کمالات و فضائل غیر اختیاری ہیں اور ان میں انسان کا کسب و عمل موثر نہیں، جیسے کسی کا عالی نسب یا حسین و خوب صورت پیدا ہونا، وغیرہ، ایسے فضائل کو تو حوالہ تقدیر کرکے جس حالت میں کوئی ہے اسی پر اس کو راضی رہنا، اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے، اس سے زائد کی تمنا بھی لغو فضول اور نقد رنج و غم ہے۔ اور جو فضائل کمالات اختیاری ہیں جو کسب و عمل سے حاصل ہو سکتے ہیں ان کی تمنا مفید ہے، بشرطے کہ تمنا کے ساتھ کسب و عمل اور جدوجہد بھی ہو، اور اس میں اس آیت نے یہ بھی وعدہ کیا کہ سعی و عمل کرنے والے کی محنت ضائع نہ کی جائے گی، بلکہ ہر ایک کو بقدر محنت حصہ ملے گا مرد ہو یا عورت۔"[2]

اسی طرح پیر کرم شاہ الازہری نے مندرجہ بالا آیت مبارکہ کے حوالے سے اس نکتے "جس طرح مرد اپنی کمائی کا اپنی مرضی سے تصرف کر سکتا ہے اسی طرح خواتین کو بھی یہ مکمل حقوق حاصل ہیں" کی بھی وضاحت کی ہے۔ وہ رقمطراز ہیں:

"نیز اس آیت سے یہ بھی بتا دیا کہ دولت کمانے کا حق جس طرح مرد کو ہے اسی طرح عورت کو بھی ہے، مرد بھی اپنی کمائی ہوئی دولت کا مالک ہوتا ہے۔ اس میں بھی اپنی مرضی سے تصرف کر سکتا ہے اور اس سے استفادہ کر سکتا ہے اسی طرح عورت کو بھی یہ حقوق حاصل ہیں۔ اس ارشاد گرامی سے مرد و زن میں جو بے جا تفریق صدیوں سے قائم تھی اس کا قلع قمع کر دیا۔"[3]

حدیث نبوی ﷺ کی روشنی میں

ایسی کئی مستند روایات موجود ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خواتین کو بوقت ضرورت معاشی جدوجہد کی نہ صرف اجازت دی بلکہ اگر وہ معاشی جدوجہد میں حصہ لیں گی تو قیامت والے دن دوہرے اجر کا ثواب حاصل کریں گی۔ ذیل میں نمونے کے طور پر صرف دو احادیث بیان کی جاتی ہیں۔

حضرت جابرؓ بن عبد اللہ کی خالہ کو طلاق ہوئی تو حضور اکرم ﷺ نے انھیں کھیتوں میں جانے اور کھجوروں کے درخت کاٹنے کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا:

اخرجي فجدي نخلک لعلک ان تصدق منه او تفعلي خيراً۔4

ترجمہ: آپ باہر جا کر کھیتوں میں کام کاج کیا کریں اور کھجور کے درخت کاٹا کریں تاکہ اس آمدنی سے صدقہ کریں اور بھلائی کر سکیں۔

حضرت عبد اللہؓ بن مسعود کی بیوی حضرت زینبؓ انصاریہ صنعت و حرفت سے واقف تھیں۔ ایک بار رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں اور کہا کہ میں ایک ہنر جانتی ہوں اس لیے میں چیزیں بنا کر فروخت کرتی ہوں۔ مگر میرے بچوں اور شوہر کا کوئی ذریعہ آمدن نہیں تو کیا میں اپنے کمائے ہوئے مال سے ان پر خرچ کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

نعم لکما اجران اجر الصدقة واجر القرابة۔[5]

ترجمہ: ہاں تمھارے لیے دوہرا اجر ہے صدقے کااور رشتے داروں سے حسن سلوک کا۔

عہد نبوی میں خواتین کی معاشی سرگرمیوں کے چند نظائر

تجارت

تجارت کو وسائل معیشت میں سب سے اہم حصہ تصور کیاجاتا ہے۔ کسی بھی ملک کے اقتصادی نظام کی ترقی کا دارومدار تجارت پر موقوف ہوتا ہے۔ عہد نبوی میں بھی لوگ تجارت کے پیشے سے منسلک تھے اور مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین نے بھی تجارتی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا۔

اس حوالے سے سرفہرست ام المومنین حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کا نام آتا ہے۔ جن کے بارے ''الطبقات الکبریٰ'' میں مذکور ہے:

''آپ مردوں سے تجارت کرایا کرتی تھیں، سرمایہ آپ کا ہوتا تھااور نفع میں آپ اور آپ کا شریک مرد دونوں برابر کے حصہ دار ہوتے تھے۔''[6]

حضرت خدیجہؓ کے علاوہ بہت سی دوسری صحابیات کے بارے میں بھی آتا ہے کہ وہ عہد نبوی میں مختلف اشیاء کی تجارت کرتی تھیں۔ مثلاً

حضرت قیلہ انماریہؓ نہایت مشہور تاجرہ تھیں۔ خود بیان کرتی ہیں کہ:

انی امراۃ اشتری وابیع[7]

ترجمہ: میں خرید وفروخت کرنے والی خاتون ہوں۔

عہد نبوی میں بعض صحابیات عطرفروش بھی تھیں۔ ملیکہؓ بن سائب کے بارے ان کے بیٹے سائبؓ بن اقرع بیان کرتے ہیں:

ان امه مليكة دخلت تبيع العطر من النبی[8]

ترجمہ: میری والدہ ملیکہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عطر بیچنے کے لیے حاضر ہوتیں۔

اسی طرح حضرت حولا بنت تویت جو ''العطارہ'' کے نام سے ہی مشہور تھیں کہ بارے آتا ہے کہ وہ ایک دن حضرت عائشہؓ کے پاس اپنے خاوند کا مسئلہ لے کر حاضر ہوئیں۔ اور جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو فرمایا:

انی لاجد ريح الحولاء، فهل اتتكم؟ وهل ابتعتم منها شيئا؟[9]

ترجمہ: مجھے حولا کی خوشبو آرہی ہے کیا وہ تمہارے پاس آئی ہیں؟ کیا تم نے اس سے کچھ خریدا ہے؟

کھیتی باڑی اور باغبانی

ذرائع کسب میں ایک اہم ذریعہ زراعت بھی ہے۔ عہد نبوی ﷺ کے حالات وواقعات یہ ثابت کرتے ہیں کہ مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین نے بھی اس میں مختلف انداز سے حصہ لیا۔ مثلاً

حضرت جابر بن عبد اللہ کی خالہ نے دوران عدت اپنے کھجور کے درخت کاٹنے کی اجازت لی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

بلی فجدی نخلک[10]

ترجمہ: کیوں نہیں! کھیت جاؤ اور اپنے کھجور کے درخت کاٹو۔

اسی طرح ام مبشر انصاریہؓ کے بارے ایک روایت ہے کہ ان کے کھجور کے درخت تھے اور وہ شجر کاری کرتی تھیں۔ آپ ﷺ ان کے باغ میں تشریف لے گئے اور ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔[11]

عہد نبوی ﷺ میں صحابیات کی مذکورہ بالا معاشی سرگرمیوں کا ذکر تو صرف نمونے کے طور پر کیا گیا ہے ورنہ کئی ایسے شواہد ملتے ہیں جن میں خواتین خیاطت، دستکاری، دباغت، رنگ سازی اور دیگر معاشی امور بھی سرانجام دیتی رہی ہیں۔

عہد صحابہ میں خواتین کی معاشی سرگرمیاں

جس طرح عہد نبوی میں خواتین کی مختلف معاشی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لینے کی مستند روایات کتب حدیث و تاریخ میں موجود ہیں اسی طرح آپ ﷺ کے وصال کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں بھی بعض خواتین نے کسب معاش کے لیے مختلف پیشوں کو اختیار کیا تھا۔ ذیل میں ان کا تفصیلی ذکر کیا جاتا ہے۔

کاشت کاری (فلاحت)

نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں بھی خواتین کھیتی باڑی کا کام کرتی تھیں جیسا کہ حضرت سہلؓ بن سعد سے مروی ہے:

كانت فينا امراة تجعل على اربعأفي مزرعة لها سلقا[12]

ہم میں ایک خاتون تھیں جو اپنی کھیتی میں پانی کی نالیوں کے اطراف چقندر کاشت کیا کرتی تھیں۔

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے اپنی شادی کے متعلق طویل روایت ذکر کی ہے۔ جس میں مذکور ہے کہ:

"كنت انقل النوىٰ من ارض الزبير۔۔۔ الخ"[13]

میں زبیر کی زمین سے اپنے سر پر کھجور کی گٹھلیاں لایا کرتی تھی۔

ایک روایت میں حبشیہ عورت کے بارے آتا ہے کہ وہ گٹھلیاں چنتی تھیں:

"كانت امراة حبشية تلقط النوىٰ۔۔۔ الخ"[14]

وہ حبشیہ عورت تھی جو گٹھلیاں چنتی تھی۔

صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک کی والدہ کے بارے آتا ہے کہ ان کے اپنے کھجوروں کے درخت تھے اور وہ ان درختوں کے ذریعے آمدنی حاصل کرتی تھیں۔[15]

یعنی خواتین کا کھیتوں میں کام کرنے کا کافی رجحان پایا جاتا تھا۔ اگر خواتین کی اپنی زرعی زمینیں اور کھیت وغیرہ نہ ہوتے تو دوسروں کے کھیتوں میں کام کرکے کماتی تھیں۔ جیسے کہ ابوداؤد میں ایک روایت ذکر کی گئی ہے کہ عمران بن سہیل نے اپنی زمین ایک عورت کو دو سو درہم کے بدلے ٹھیکے پر دی تھی۔[16]

گویا کہ خواتین کسب معاش کے لیے کھیتی باڑی اور باغبانی وغیرہ بھی کرتی تھیں اگرچہ یہ محنت طلب کام تھا لیکن حالات وواقعات یہ ثابت کرتے ہیں کہ مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین بھی اس میں سرگرم تھیں۔

تجارت

عہد صحابہ میں کئی ایسی خواتین ملتی ہیں جو مختلف اشیاء کی تجارت کرتی تھیں۔ جیسے حضرت خدیجہؓ کی بہن ہالہ بنت خویلد کے بارے آتا ہے کہ وہ چمڑے کی تجارت کرتی تھیں۔[17]

حضرت اسماءؓ بنت مخربہ مشہور سردار مکہ ابو جہل مخزومی کی ماں تھیں۔ ان کے فرزند عبداللہ بن ابی ربیعۃ خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں یمن سے عمدہ عطران کے پاس بھیجا کرتے تھے۔ جسے وہ فروخت کرتی تھیں اور بالعموم خواتین ان ہی سے عطر خریدتی تھیں۔ اس بارے ابن سعد لکھتے ہیں:

وكان ابنها عبد الله بن ابى ربيعة يبعث اليها بعطر من اليمن وكانت تبيعه الى الاعطية فكنا نشترىٰ منها[18]

ترجمہ: ان کا بیٹا عبداللہ بن ابی ربیعہ یمن سے عطر بھیجتا تھا اور وہ اسے بیچتی تھیں اور ہم ان سے خریدتے تھے۔

عہد صحابہ میں خواتین کی تجارت کے بارے ایک واقعہ حضرت ابوسفیان کی طلاق یافتہ بیوی ہندؓ بنت عتبہ کا ہے جو دور جاہلیت میں خالد بن ولید کے چچا حفص بن مغیرہ کی زوجیت میں تھیں۔ ہند کا شمار قریش کی خوب صورت اور ذہین عورتوں میں ہوتا تھا۔ حضرت ابو سفیان نے اخیر عمر میں انھیں طلاق دے دی تو انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کے حکم سے بیت المال سے چار ہزار درہم قرض لیا اور کلب کے شہروں کی طرف تجارت کرتے ہوئے اپنے بیٹے معاویہ کے پاس پہنچ گئیں۔[19]

خیاطت

حضرت زینبؓ اور حضرت فاطمہؓ بنت شیبہ وغیرہ کے تذکروں سے پتہ چلتا ہے کہ انصار کی بعض عورتیں سلائی کا کام کرتی تھیں۔[20]

دباغت (چمڑے کا کام)

ام المومنین حضرت سودہؓ کے بارے آتا ہے کہ وہ طائف کی کھالوں کو درست کرنے کے ساتھ ساتھ دباغت بھی کرتی تھیں۔ روایت کے الفاظ ہیں:

وكانت من احسنهن حالا كانت تعمل الادهم الطائفى[21]

ترجمہ: وہ (سودہؓ) ان میں سب سے زیادہ اچھے حال والی تھیں وہ طائفی چمڑا بناتی تھیں۔

کشیدہ کاری

حضرت زینبؓ زوجہ ابن مسعودؓ کے بارے آتا ہے کہ دستکاری اور کشیدہ کاری میں مہارت تامہ رکھتی تھیں۔

كانت امرأة صناعاً،وبس لعبد الله بن مسعودمال،فكانت تنفق عليه وعلى ولده من ثمن صنعنها[22]

ترجمہ: وہ ایک کاریگر خاتون تھیں اور ابن مسعود بالکل مفلس تھے ان کی زوجہ اپنی کوشش سے جو کچھ کماتی وہ شوہر پر خرچ کرتی تھیں۔

عصر حاضر میں استفادے کی ممکنہ صورتیں

احادیث وروایات اور مختلف شواہد وواقعات سے یہ بات مسلمہ طور پر ثابت ہوچکی ہے کہ عہد نبوی وعہد صحابہ میں نامور صحابیات اور دیگر خواتین نے حصول رزق حلال کے لیے مختلف معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیا۔جس طرح دور اول کی خواتین نے مختلف معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیا تھا اسی طرح دور حاضر کی خواتین بھی شریعت کی حدود وقیود میں رہتے ہوئے مختلف معاشی سرگرمیوں میں حصہ لے سکتیں ہیں۔ مثلاً

دور حاضر کی خواتین تجارت جیسے مقدس پیشے سے منسلک ہوسکتیں ہیں اور مختلف اشیاء مثلاً ملبوسات پر فینسی کام، سلائی کڑھائی، قالین بافی، کھانے پینے کی اشیاء کے خام مال کی تیاری، چھوٹے پیمانے پر مختلف اشیاء کی پیکنگ، کھیلوں کے سامان کی تیاری وغیرہ کی خرید و فروخت کرکے خاندان کی کفالت کے ساتھ ساتھ ملکی معیشت کی بہتری میں بھی اپنا بھرپور حصہ ڈال سکتیں ہیں۔

اسی طرح چند صحابیات و دیگر خواتین کے بارے احادیث میں آتا ہے کہ وہ زراعت وکاشت کاری کیا کرتی تھیں عصر حاضر میں بھی دیہات کی خواتین اس میں بھرپور حصہ لیتی ہیں اور مردوں کے شانہ بشانہ گرمیوں کی تیز دھوپ میں خدمات سرانجام دیتی ہیں اسی وجہ سے ملکی زراعت کو فائدہ پہنچتا ہے۔

دور حاضر میں کسی بھی ملک کی ترقی میں لائیو سٹاک اور ڈیری کی صنعت اہم مقام رکھتی ہے۔دیہی خواتین میں مویشی پالنے، مرغیاں رکھنے کا رواج تو ہے مگر منظم طریقے سے نہیں ہے۔حکومت اگر ڈیری اور لائیو سٹاک کی صنعت کو فروغ دینے میں سنجیدہ ہے تو دیہی خواتین کو اعلیٰ نسل کے مویشی فراہم کرے تاکہ گوشت اور دودھ سے منسلکہ اشیاء کو برآمد (Export) کرکے کثیر زرمنافع کمایا جاسکتا ہے ایسے اقدامات سے یقیناً ملک کی معیشت کو مستحکم کرنے میں مدد ملے گی۔

یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ خواتین اپنے عزت و قار اور مقام و مرتبہ کا خصوصی لحاظ کرتے ہوئے کسی بھی سرگرمی میں حصہ لے سکتیں ہیں۔ لیکن کسی ایسی معاشی سرگرمی جس سے ان کا مقام و مرتبہ مجروح ہو اور ان کی عزت و وقار پر حرف آئے انہیں حصہ نہیں لینا چاہیے۔ مثلاً بس ہوسٹس، ہوٹلوں میں ویٹرز، مختلف کمپنیوں میں ریسیپشنسٹ (Receptionist)، پرسنل اسسٹنٹ، اشتہار بازی اور ماڈلنگ وغیرہ۔

حاصل کلام

عہد اسلام کی اولین پاکباز خواتین کی معاشی سر گرمیوں سے یہ بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ :

1. معاشی امور میں خواتین کی خدمات اور فرائض کا سلسلہ دور نبوی ﷺ اور خلفائے راشدین کے دور سے ہی جاری و ساری ہے اور انھوں نے حصول رزق کے لیے مختلف معاشی سر گرمیوں میں حصہ لیا۔

2. دین اسلام میں مال کمانا اگرچہ عورت کی ذمہ داریوں میں شامل نہیں ہے لیکن اگر عورت گھریلو ذمہ داریوں کے باوجود بھی کام کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے تو شریعت اس کو معاشی سر گرمیوں میں حصہ لینے کی اجازت دیتی ہے۔

3. گھر سے باہر معاشی امور کی انجام دہی کی صورت میں اپنی عزت اور وقار کی حفاظت اس پر لازم قرار دی گئی ہے۔

4. ان پاک باز خواتین کی زندگیوں کے مطالعے سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ اسلام نے جب عورتوں کو آزادی دی اور ان کے حقوق کا تعین کیا تو انھوں نے اس آزادی کا ناجائز استعمال نہیں کیا بلکہ اس آزادی کے باوجود انھوں نے گھریلو زندگی کو ہی اولیت دی۔

5. چوں کہ صحابیات کی زندگی خواتین کے لیے عملی نمونہ ہے اس لیے آج کی عورت کو چاہیے کہ معاشرے کی ترقی و فلاح کے لیے ایسے ہی شعبوں اور پیشوں کا انتخاب کرے جو پیشے اور شعبے صحابیات نے اختیار کیے تھے۔

حواشی، حوالہ جات

[1] النساء ۳۲:۴

[2] محمد شفیع، مفتی، تفسیر معارف القرآن، کراچی: ادارۃ لمعارف، ۲۰۰۸ء، ج ۲، ص ۳۹۱

[3] پیر محمد کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۹۹۵ء، ج ۱، ص ۳۴۰

[4] سلیمان بن اشعث، ابوداؤد (م ۲۷۵ھ)، سنن ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب: فی المیتوتۃتخرج بالنھار، حدیث نمبر: ۲۲۹۷

[5] ابن حجر، عسقلانی، احمد بن علی بن محمد (م ۶۰۶ھ)، الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، بیروت: دار لکتب العلمیۃ، ج ۴، ص ۳۱۹

[6] محمد بن سعد، امام، (م ۲۳۰ھ)، الطبقات الکبریٰ، بیروت: دار صادر، ۱۹۸۸ء، ج ۸، ص ۳۱

[7] ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی (م ۲۷۳ھ)، سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب: السوم، حدیث نمبر: ۲۲۰۴

[8] ابن اثیر، عزالدین ابوالحسن علی بن محمد الجزری (م ۶۳۰ھ)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، س۔ن۔ ج ۷، ص ۲۰۶

[9] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ج ۷، ص ۷۷

[10] مسلم بن حجاج، ابوالحسین بن مسلم القشیری، امام، (م ۲۶۱ھ)، الجامع الصحیح، کتاب الطلاق، باب: جواز خروج المعبتدۃ البائن المتوفی عنھا زوجھافی النھار الحاجتھا، حدیث نمبر: ۱۴۸۳

[11] الجامع الصحیح للمسلم، کتاب المساقاۃوالمزارعۃ، باب: فضل العروس والزرع، حدیث نمبر: ۱۵۵۲

[12] بخاری، محمد بن اسماعیل، امام (م ۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح، کتاب الجمعۃ، باب: قول اللہ تعالیٰ فاذاقضیت الصلوۃ۔۔۔، حدیث نمبر: ۹۳۸

[13] الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ج۴، ص ۲۸۴

[14] ابوداؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی (م ۲۷۵ھ)، سنن ابوداؤد، کتاب الجهاد، باب: فی المرأة والعبد يجزيان من الغنيمة، حدیث نمبر: ۲۷۲۹

[15] الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الجهاد والسير، باب: رد المهاجرين الى الانصار مائهم، حدیث نمبر: ۱۷۷۱

[16] سنن ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فی المرأۃ والعبد یجزیان عن الغنیم، حدیث نمبر: ۲۷۲۹

[17] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، ابوالفداء، البدایۃ والنھایۃ، لاہور: المکتبۃ القدوسیۃ، ۱۹۸۴ء، ج۸، ص ۲۶۶

[18] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ج ۱۲، ص ۱۱۸۔۱۱۹

[19] الصلابی، علی محمد، عمر بن خطاب۔ شخصیت اور کارنامے، مترجم: احمد خلیل السلفی، لاہور: مکتبۃ الکتاب، ۲۰۰۱ء، ص ۲۴۶

[20] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ج ۱۳، ص ۸۱

[21] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ج ۴، ص ۲۸۶

[22] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ج ۷، ص ۱۲۲